محبت

موجِ غزل کتابی سلسلہ نمبر ۲۴۱



مرتبہ

نوید ظفر کیانی

بسم الله الرحمن الرحيم

فیس بک عالمی ادبی گروپ موجِ غزل کے ''طرحی مشاعرہ رنگ'' کے تحت
منعقدہ مشاعرہ نمبر ۲۴۱ بتاریخ ۵ر دسمبر ۲۰۲۰ء پر مشتمل برقی کتاب

محبت

موجِ غزل کتابی سلسلہ نمبر ۲۴۱

گروپ منتظمین:
ہاشم علی خان ہمدم
نوید ظفر کیانی
روبینہ شاہین بینا
نادیہ سحر
قدسیہ ظہور

مرتبہ:
نوید ظفر کیانی

موجِ غزل پبلیکیشنز

mudeer.ai.new@gmail.com
https://archive.org/details/@nzkiani
https://www.facebook.com/groups/1736109056634616/

فہرست

پیش رس

محبت

خواب و خیال چھوڑ کے حیرت سے دیکھئے
جو کچھ دکھا رہا ہوں محبت سے دیکھئے

خدائے عز و جل نے محبت کی تو اپنے حبیب کو تخلیق کیا۔ محبوب کے صدقے کائنات تخلیق کی تو محبت کا جذبہ خمیرِ انسانی میں رکھ دیا۔ آدم کی پسلی سے حوا کو تخلیق کیا تو محبت کی خوشبو مٹی میں رکھ دی۔ مٹی کی محبت انسانی رشتوں کی بنیاد ٹھہری۔ مجازی رستے پہ سفر کرتی محبت کی حقیقی منزل خالقِ کائنات ہے۔ محبوب کو محبت سے دیکھنے کا جذبہ دیدارِ محبوبِ حقیقی کی طلب ہے۔ دردِ دل کے سوتے محبت کی سرزمین سے پھوٹتے ہیں۔ محبت دِل کی دھڑکن میں صدائے حیات اور نغمۂ کائنات ہے۔ محبت حسنِ طلب ہے۔ طالب اور مطلوب میں قربت کا سبب ہے۔ محبت کے دم سے دنیا خوبصورت ہے۔ خوبصورتی سچائی ہے اور سچ کا علم اٹھائے انسان عظمت کا سفر طے کر رہا ہے۔ محبت خام جذبوں کو صیقل کرتی ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو نور میں ڈھل کر دلوں کے چراغ روشن کرتی ہے۔ محبت کے چراغ ہی کائنات کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔ بامِ خیال پہ عکسِ جمال محبت کا پرتو ہے۔ محبت میں رچی بسی کائنات بہت خوب صورت ہے۔ نفرت کے برعکس اس خوب صورت کائنات کو محبت سے دیکھئے۔ اللہ محبتیں سلامت رکھے۔ آمین!

موجِ غزل کے دیرینہ رکن خورشید عالم خورشیدؔ کے خوب صورت مصرع ''نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھئے'' پہ موجِ غزل عالمی آن لائن مشاعرہ کا ۲۴۱ واں موجِ غزل طرحی رنگ پیش کیا گیا۔ تمام احباب موجِ غزل کی جانب سے خوب صورت طرحی کلام پیش کیا گیا۔ تمام احباب کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے صاحبِ مصرع کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اِس خوب صورت طرحی مشاعرہ میں پیش کردہ کلام پر مشتمل برقی کتاب حاضرِ خدمت ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

دائم علی خان بسمل
منتظم موجِ غزل ادبی فورم



الحاج نذیر شاکر

جو ان کو دیکھیے بھی تو حسرت سے دیکھیے
اور ہم کو دیکھنا ہو تو حیرت سے دیکھیے

باغی بنیں نہ اس کو شرارت سے دیکھیے
انمول زندگی ہے صداقت سے دیکھیے

کیجیے حسد کو دُور، صداقت سے دیکھیے
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیے

کیوں دیکھتے ہیں مجھ کو حقارت سے اس طرح
دل سے ملائیں دل یہ حقیقت سے دیکھیے

دنیا جہاں میں چاہیے گر امن آپ کو
دنیا کو آپ بھی تو اخوت سے دیکھیے

خود پہ نگاہ ڈالتے رہنے میں ہے بھلا
جھانکیں گریباں میں اور ندامت سے دیکھیے



انعام الحق معصوم صابری

آقا ﷺ ہمیں نگاہ شفاعت سے دیکھیے
اُمت گناہ گار ہے شفقت سے دیکھیے

فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کسی کو بھی دکھ نہ دو
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیے

سر کو جھکائے آپ ﷺ کے در پر سدا یونہی
عاشق کھڑے ہیں آپ ﷺ کے چاہت سے دیکھیے

ہم پر کرم حضور ﷺ کا اتنا ہوا کہ اب
پھل پھول ہم رہے ہیں عنایت سے، دیکھیے

ہم مشکلوں کی دھوپ میں کب سے کھڑے ہوئے
چادر تنی عطا کی ہے رحمت سے دیکھیے

حسان کی روش پہ ثنا آپ ﷺ کی ہے کی
مدحت کہی یہ دل سے عقیدت سے دیکھیے

معصوم ہے ادب کا تقاضا حضور ﷺ کا
روضہ کنے یہ نیچی بصارت سے دیکھیے



انعام غزالی

دشمن بھی ہو جو سامنے، اُلفت سے دیکھیے
نفرت میں کیا دھرا ہے، محبت سے دیکھیے

جنت اِنہیں کے قدموں تلے پا سکیں گے آپ
ماں کو حضور پیار کی کثرت سے دیکھیے

آنکھیں لڑائے جاتے ہیں غیروں سے خوامخواہ
اُلفت میں اپنی بیوی کو عزت سے دیکھیے

ہو ظلم جب کہیں پر اُسے روکیے ضرور
گر روک نہ سکیں تو اسے نفرت سے دیکھیے



ایم اکرام الحق

عشرت سے دیکھیے نہ ہی شہرت سے دیکھیے
پہچان کر رہے ہیں تو سیرت سے دیکھیے

انجان بن کے ایسے نہ نفرت سے دیکھیے
اس زندگی کو آپ بھی رغبت سے دیکھیے

جیون کی دوڑ دھوپ میں عجلت نہ کیجیے
جو خواب دل نواز ہیں فرصت سے دیکھیے

پانا ہے کچھ تو جہد مسلسل کے زور سے
جیون کی راحتوں کو نہ حسرت سے دیکھیے

دنیا میں اقتدار کی دولت کی بات کیا
لوگوں کی مشکلات کو قربت سے دیکھیے

عالم کی موت جان لو عالم کی موت ہے
دیدار گر ہے پیر کا کثرت سے دیکھیے

جس شخص نے کمائی ہے دنیا ہی حق فقط
اس شخص کو جو دیکھیے عبرت سے دیکھیے



تابش رامپوری

اس سادگی میں کیا ہے نزاکت سے دیکھیے
ایسے نہ ہر کسی کو حقارت سے دیکھیے

ہم چاند بن کے آج فرشتوں سے جا ملے
کر کے وضو بھی آپ طہارت سے دیکھیے

جب دیکھتے ہیں خواب تو ہنس ہنس کے دیکھتے
کہتا ہے کون ایسی شرارت سے دیکھیے

خودار آدمی ہے وہ فنکار باکمال
نادان انکو فہم وفراست سے دیکھیے

بستر پہ پہلے نیند سے آتا ہے مجھ کو خواب
دلکش اگر ہے خواب تو کثرت سے دیکھیے

دو دن کی زندگی میں نشیب وفراز کیا
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیے

صورت ہماری چاند سے ملتی نہیں جناب
تابش ہماری شکل نہ حیرت سے دیکھیے



جیاؔ قریشی

لکھی ہے نعت کتنی عقیدت سے دیکھیے
فیضان خاص ہے یہ محبت سے دیکھیے

کیا کیا ملا ہے فیض بھی ، صحبت سے دیکھیے
پھیلا نہیں ہے دین یہ طاقت سے دیکھیے

ان کی ثنا میں ڈوب کے چاہت سے دیکھیے
کتنا سکوں ملا ہے یہ مدحت سے دیکھیے

رہتے تھے اشک بار وہ امت کے واسطے
الفت تھی کتنی آپ ﷺ کو امت سے دیکھیے

پائی ہر اک چراغ نے سنت کی روشنی
کیا کچھ ملا ہے ان کی اطاعت سے دیکھیے

دل رکھ دیا گیا مرا میزان نعت پر
فکر سخن کو حرف میں جدت سے دیکھیے

ایسی سخن وری ہے مئودت کا سلسلہ
پڑھتے ہوئے درود یہ نسبت سے دیکھیے

ہر اوج ، ہر کمال ہے اسوہ رسول ﷺ کا
ہر وصف بے مثال ہے سیرت سے دیکھیے

لمحے کرم کے خاص عطا کر دیے گئے
بحر کرم جیاؔ پہ عنایت سے دیکھیے



خاورؔ چشتی

ہم کو جناب یوں نہیں نفرت سے دیکھیے
ہم ہیں مرید آپ کے چاہت سے دیکھیے

ہم لوگ وہ ہیں جن کو میسر نہ عیش ہے
غربت کے ماروں کو نہ یوں نفرت سے دیکھیے

اک روز چلی جائے گی یہ چھوڑ زندگی
بعد اس کے ہو گا کیا کبھی فرصت سے دیکھیے

دنیا میں آج بھی ہیں وہی دقیانوسی لوگ
رہتے ہیں بستے شہروں میں وحشت کو دیکھیے

مانا کہ ہم پہ اس کا کرم آپ سا نہیں
پھر بھی کسی سے کم نہ حقارت سے دیکھیے

دل کا دیار بس نہ سکا اب بھی خالی ہے
چاہیں جو آپ بسنا مروت سے دیکھیے

قربان کر دیا ہے سبھی کچھ ہی پیار میں
اب کچھ بچا نہیں ہے نہ حیرت سے دیکھیے

چاہت بھری ادائیں یہ دل کو لبھا گئیں
خاور کو اور پیار سے الفت سے دیکھیے



خورشید عالم خورشیدؔ

پایا عروج ان کی محبت سے دیکھیے
عرفان رب کا پایا ہے نسبت سے دیکھیے

قلبِ سلیم جن کو ، عطا رب نے کر دیا
لبریز ان کے دل ہوئی ، چاہت سے دیکھیے

مجلس میں ان کی بیٹھ کر ، ہوتے وہ فیضیاب
وہ فیض پاتے آپ کی ، صحبت سے دیکھیے

اپنے پرائے سب کی مدد ، کام آئیں ہم
ملتا ہے یہ سبق ہمیں ، سیرت سے دیکھیے

فضلِ خدا پہ ناز کیوں ، خورشیدؔ نہ کریں
ہم امتی ہیں آپ کے ، قسمت سے دیکھیے



ڈاکٹر مظہر حسین مظہرؔ

وہ زرنگار جالیاں قربت سے دیکھیے
نورانی جلوے وسعت و کثرت سے دیکھیے

ان میں بسی ہے گنبدِ خضریٰ کی سبزگی
میری نگاہوں کو بھی عقیدت سے دیکھیے

آلِ نبی ﷺ کو آنکھوں پہ اپنی بٹھایئے
اصحابِ ذی وقار کو عزت سے دیکھیے

آیا ہوں جب سے صلِ علی کے حِصار میں
ہوں کتنا دور رنج و مصیبت سے دیکھیے

دنیا کے ساتھ مجھ کو ملا دین کا شعور
سرکارِ دوجہاں کی اطاعت سے دیکھیے

پردہ کیے ہوئے ہیں ہمارے عیوب پر
کس درجہ ان کو پیار ہے امت سے دیکھیے

مظہر کمائی نعت کی مجھ کو عطا ہوئی
جنت کو جا رہا ہوں سہولت سے دیکھیے



ذہینؔہ صدیقی

محفل میں مجھ کو آپ نہ حیرت سے دیکھئے
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھئے

میں حُسن با کمال ہوں اور وہ بھی بے مثال
مجھ کو خُدا کے واسطے عزت سے دیکھئے

اہل جنوں نہیں ہیں یہ اہلِ خرد ہیں اب
تشنہ لبوں کو یوں نہ حقارت سے دیکھئے

سینے میں میرے راز ہیں پنہاں کئی مگر
مجھ کو خُدا کے واسطے عزت سے دیکھئے

آدابِ زندگی سے تو واقف ہوں میں
مجھ کو پرکھئے، چشم بصیرت سے دیکھئے

ہر چیز گھور گھور کے دیکھا نہ کیجئے
گر شے ہو خوشگوار تو کثرت سے دیکھئے

غلطی معاف کر کے ذہینؔہ بھی خوش ہے اب
اُس کو نہ سر جھکا کے ندامت سے دیکھئے



رزاق تحسین

ہم کو بھی یار آنکھ سے چاہت سے دیکھیے
جانا نہیں ہے! تم نے شرافت سے دیکھیے

شہرِ ستم سے مجھ کو گلہ اب نہیں رہا
واقف نہیں ہو مجھ سے عداوت سے دیکھیے

یہ پھول جانتا ہے خودی کی مہک کو بس
خاروں کی سیج کو نہ حقارت سے دیکھیے

تو بن گیا کسی کا کوئی جانِ من ترا
یہ چال ڈھال ہنسنا، اجازت سے دیکھیے

شب موم کی طرح سے پگھلتی ہے دیکھیے
اپنے گماں کو میری محبت سے دیکھیے

مت پوچھ یہ نہ ہم سے تمہارے لئے ہی کیوں
گھر کو سجائے رکھا تو حیرت سے دیکھئے

تحسین یہ تمہارے لیے کم گلہ نہیں
جس نے تجھے کہا ہے کہ نفرت سے دیکھیے



رزاق تحسین

گمنام آئینہ ہے محبت سے دیکھیے
چہرہ کسی کا بھی ہو تو عزت سے دیکھیے

سب کی خوشی یہی ہے تمہاری طلب رہوں
لیکن مرے مزاج کو خلوت سے دیکھیے

انسان کی نگاہیں جھکی ہیں اُسی طرف
دو چار لفظ پھینک محبت سے، دیکھیے

اکثر جدا ہوئے ہیں وہی دل میں جو رہے
سچ بات ہے جہان میں کثرت سے دیکھئے

رشتے دلوں کے ہوگئے اب تو ختم یہاں
کم ہو رہا لحاظ یہ ہجرت سے دیکھیے

شکوے شکایتیں یہ بھلا دوریاں سدا
یہ وقت کون دے گا کہ مہلت سے دیکھیے

خوابوں کے سائے بیٹھے ہیں تعبیر دیکھ کر
تحسین گھر غریب کا عزت سے دیکھیے

روبینہ شاہین بیناؔ

ماں باپ کو ہمیشہ محبت سے دیکھیے
حج کا ثواب ہے جو عقیدت سے دیکھیے

کب تک یوں اینٹ کتے کا رکھیں گے آپ بیر
نفرت کو واش کیجیے، الفت سے دیکھیے

وہ موڈ جو بنائے، اُسے گدگدایئے
وہ ہنس پڑے تو اُس کو متانت سے دیکھیے

مت سوچیے ڈرامے میں دکھلا رہے ہیں کیا
دورِ جدید ہے یہ، سو جدت سے دیکھیے

مجھ کو سمجھ رہے ہیں کہاں کا عجوبہ آپ
یوں تو نہ وکھرے ٹیپ کی حیرت سے دیکھیے

اندازے نہ لگایئے سُن کر حکایتیں
جیون کو اس قدر نہ حماقت سے دیکھیے

لکھ مارے بیناؔ جو بھی اسے سوجھنے لگے
اشعار کو نہ دیدۂ ندرت سے دیکھیے



سالکؔ ادیب بونتی

محبت روگ ہے

محبت روگ ہے پیارے
کسی انجان رستے میں
مہکتے پھول پر اپنا
متاعِ جاں لٹا دینا
جنوں کی آخری حد ہے
محبت روگ ہے پیارے
تعاقت بس تصور کا
تخیل کی پشیمانی
کسک ایسا جو چبھ جائے
رگِ جاں سے بھی آگے تک
تمھیں رکنا ہے یا چلنا
تمھارے ہاتھ میں ہے سب
مگر سچ ہے حقیقت سے
نظر جب تم ملاؤ گے
کھو گے چشمِ تر ہو کر
محبت روگ ہے پیارے



سیّدہ منور جہاں منوؔر

للہ یوں نہ چشمِ عداوت سے دیکھیے
ہم کو بھی التفات و محبت سے دیکھیے

تجھ پہ نظر پڑی تو یہ کہتا ہے میرا دل
اس شاہکارِ حسن کو فرصت سے دیکھیے

شیرازۂ حیات ہے کس درجہ منتشر
حالت کو میری لطف و عنایت سے دیکھیے

قسمت میں ہائے یہ بھی لکھا تھا کہ ایک دن
جاتے ہوئے حبیب کو حسرت سے دیکھیے

میں معتبر ہوں اور مرا دل ہے آئینہ
للہ مجھ کو آپ نہ نفرت سے دیکھیے

لازم ہے ساتھ نورِ بصیرت رہے جناب
ہم کو نہ آپ چشمِ حقارت سے دیکھیے

دنیا میں نسبتیں ہیں منوؔر! ہزارہا
دل سے جو دل کو ہے اسی نسبت سے دیکھیے



شاہدؔ سیّد

لفظوں میں دیکھیے نہ بصارت سے دیکھیے
جو دیکھیے ہمیں تو بصیرت سے دیکھیے

جذبات کو جگا کے جسارت سے دیکھیے
دل کی تڑپ بڑھے کہ شرارت سے دیکھیے

جب دیکھنا ہے آپ کو شرمایئے نہیں
سنجیدگی کو چھوڑ، اشارت سے دیکھیے

ہے قاعدہ ادھر جو پرکھنا ہے آدمی
سیرت کو گولی ماریئے، صورت سے دیکھیے

جو ہیں حقیقی گل انہیں دربار پر لایئے
پھر کاغذی گلوں کو عقیدت سے دیکھیے

اک آ رہا وہاں سے ہے اک جا رہا وہاں
اس آنے جانے کو ذرا عبرت سے دیکھیے

شاہدؔ سخنوری تمھیں آتی نہیں ذرا
مفہومِ لفظ لفظ کو ندرت سے دیکھیے



شاہین فصیح ربانی

اِس زندگی کو مہر و مروّت سے دیکھیے
اچھا نہیں کسی کو حقارت سے دیکھیے

منہ کیوں بنا رکھا ہے، شرارت سے دیکھیے
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیے

مقصد کچھ اور ہو تو بتاؤ حجاب کا
اس چہرۂ حسیں کو اجازت سے دیکھیے

گھبرا گئے تو مات یقینی ہے آپ کی
اس پہلوانِ وقت کو جرات سے دیکھیے

رکھتے ہیں ہم عیوب پہ اپنے نگاہ خود
آئینہ ہیں جو آپ تو حیرت سے دیکھیے

رہنے کا ہے مقام، یہ اس کا مقام ہے
دنیا کو اس قدر بھی نہ رغبت سے دیکھیے

آتا ہے اس کے بعد بصیرت کا مرحلہ
پہلے ٹھیک بصارت سے دیکھیے

عنواں کبھی کبھی نہیں رکھتے مطابقت
مجھ کو نہ میری ظاہری حالت سے دیکھیے

کوشش فصیح کیجیے ایسے کلام کی
ورنہ تو میرے شعر کو حسرت سے دیکھیے



شعیب قریشی

الفت سے دیکھئے ذرا چاہت سے دیکھئے
نظریں اُٹھا کے ماں کو عقیدت سے دیکھئے

قدرت کے شاہکار نظر صاف آئیں گے
نقش و نگارِ زیست نفاست سے دیکھئے

نظروں میں بڑھی ہی رہی جب بھی بات کی
حسرت رہی کبھی تو محبت سے دیکھئے

دیوار و در وہی ہیں، نہیں ان میں کچھ نیا
دیوار و در کو کس لئے حسرت سے دیکھئے

جدّت کے فلسفے سے تو میں متفق نہیں
اشعار میرے حُسنِ روایت سے دیکھئے

کیوں اس قدر نظر میں ہے نفرت بھری ہُوئی
" نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھئے "

شہنازؔ بار بار یہی ایک بات کی
ہر مسئلے کو فہم و فراست سے دیکھئے



شہناز رضوی

الفت سے دیکھئے ذرا چاہت سے دیکھئے
نظریں اُٹھا کے ماں کو عقیدت سے دیکھئے

قدرت کے شاہکار نظر صاف آئیں گے
نقش و نگارِ زیست نفاست سے دیکھئے

نظروں میں بڑھی ہی رہی جب بھی بات کی
حسرت رہی کبھی تو محبت سے دیکھئے

دیوار و در وہی ہیں، نہیں ان میں کچھ نیا
دیوار و در کو کس لئے حسرت سے دیکھئے

جدت کے فلسفے سے تو میں متفق نہیں
اشعار میرے حُسنِ روایت سے دیکھئے

کیوں اس قدر نظر میں ہے نفرت بھری ہُوئی
" نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھئے "

شہنازؔ بار بار یہی ایک بات کی
ہر مسئلے کو فہم و فراست سے دیکھئے



صوفیہ حامد

معصوم نونہالوں کو شفقت سے دیکھئے
اِن کی شرارتوں کو بھی رغبت سے دیکھئے

آنکھوں کو، اپنے پیار کی آنکھوں میں ڈال کر
دل کی لگی بجھایئے، کثرت سے دیکھئے

رزقِ حلال رب کی عطا ہے، سو شکر ہے
غیروں کی گمرہی کو نہ حسرت سے دیکھئے

منسوب دینِ حق سے ہیں ایسی روایتیں
اِن بدعتوں کو چشمِ بصیرت سے دیکھئے

عالم جو باعمل ہیں وہ نایاب ہیں بہت
ان عالموں کو، فرطِ عقیدت سے دیکھئے

اُجڑی ریاستوں کے ہوں گے نواب آپ
عزت ہے اپنی پیاری، تو عزت سے دیکھئے

بے مہر ساعتوں سے نہیں خوف صوفیہ
لمحے جدائی کے ہیں نہ چاہت سے دیکھئے



ضیا شہزاد

اک بار ہو سکے تو محبت سے دیکھیے
اپنی نظر کی شوخی عنایت سے دیکھیے

سر پر جنوں کو لادے ہوئے پھر رہا ہوں میں
اے شہر والو یوں نا حقارت سے دیکھیے

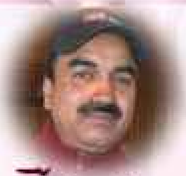
انساں زمیں پہ اپنے خدا کا ہے شاہ کار
لازم ہے اس کو نظرِ عنایت سے دیکھیے

قسمت میں جو نہیں ہے تمنا بھی اس کی کیوں
کہتا ہوں خود سے اس کو نا حسرت سے دیکھیے

مانا کہ عاشقی میں مرے ہوش اُڑ گئے
پھر بھی نا مجھ کو دیدۂ عبرت سے دیکھیے

جو دل میں بس گیا ہو اسے کیسے بھول جائیں
اس کو خیال و خواب میں چاہت سے دیکھیے

شہزاد میں نے سیکھ لیا ہے یہی سبق
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیے



عادل اشرف

نفرت سے دیکھیے نہ عداوت سے دیکھیے
انساں کو آدمی کی بصارت سے دیکھیے

انسان کی نظر کا ہے محتاج آدمی
انسان کی طرف کبھی فرصت سے دیکھیے

کتنا لہو بہایا گیا زیست کا یہاں
اجڑے ہوئے دیار کو غیرت سے دیکھیے

سجدے میں سر جھکانا ہی ہے کیا عبادتیں
ماں باپ کی طرف بھی عبادت سے دیکھیے

ہر شب ہوا فریب کی چلتی ہے صاحبو
دستک کی آرزو کو بھی حسرت سے دیکھیے

الزام دوستی پہ لگانا فضول ہے
اب دوست کی طرف بھی ضرورت سے دیکھیے

سینے سے لگ گئی ہو نہ عادل رقیب کے
اس شہر کی ہوا کو شکایت سے دیکھیے



عبدالغنی ماہرؔ

عاشق ہیں ہم بھی آپ کے الفت سے دیکھیے
پاگل نہ جانیے ہمیں عزت سے دیکھیے

وحشت کے حال میں بھی تبسم لبوں پہ ہو
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیے

آئے ہیں بس سنانے غزل آپ کو نئی
محفل میں اس طرح نہ حقارت سے دیکھیے

آتے ہیں زندگی میں خوشی غم کے دور بھی
یکساں نظر سے دونوں کو حسرت سے دیکھیے

دنیا پہ پڑ رہی ہے جو قدرت کی مار اب
ساری تباہی کو یہاں عبرت سے دیکھیے

آتے ہیں پاس غم بنے دریا غموں کے جب
ہوتے نہیں ہیں کم کسی صورت سے دیکھیے

دلبر کے عشق میں ہی تو گہرے ملے ہیں زخم
ماہرؔ فراقِ یار میں فرصت سے دیکھیے



علاؤالدین حیدرؔ

محبت

تمہیں میں بھول بیٹھا ہوں
مگر اب بھی
میرے دل کے نہاں خانوں میں تیری یاد بستی ہے
میری معصوم تنہائی
مری حالت پہ ہنستی ہے
تمہیں میں بھول بیٹھا ہوں
مگر اب بھی
کوئی جب سامنے میرے
تمہارا ذکر کرتا ہے
تو دھڑکن رک سی جاتی ہے
انا میری
تیری یادوں کے آگے جھک سی جاتی ہے
تمہیں میں بھول بیٹھا ہوں
مگر جب یاد آتی ہے
بدن میں برق سی سرتا قدم یوں سرسراتی ہے
اکھڑ کر سانس آتی ہے
یوں لگتا ہے کہ جیسے سر پہ میرے
آسماں نا ہو
کسی کی زندگی میں۔۔۔اے خدا
ایسا سماں نا ہو
تمہیں میں بھول بیٹھا ہوں مگر اب بھی
نہ جانے کیوں۔۔۔
نہ جانے کیوں کوئی جب سامنے میرے تمہارا نام لیتا ہے
تو دل میں آگ اٹھتی ہے
محبت جاگ اٹھتی ہے



علاؤالدین حیدرؔ

چاہت کی بات کیجیے چاہت سے دیکھیے
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیے

تھوڑا سا مسکرایئے الفت سے دیکھیے
مجھ کو مری وفا کو عقیدت سے دیکھیے

حسرت ہے دیکھنے کی جو شام و سحر مجھے
تصویر بھیج دیتے ہیں کثرت سے دیکھیے

ملنے کی آرزو ہے تو لگ جایئے گلے
نا چھپ کے دور دور سے حسرت سے دیکھیے

دنیائے حادثات سے اسباق لیجیے
دنیائے حادثات کو عبرت سے دیکھیے

غلطی کریں تو پیار سے سمجھایئے اُنھیں
بچوں کو نا عتاب و حقارت سے دیکھیے

ہوتا نہیں ہے سب کا سیاست سے واسطہ
نا ہر کسی کو چشمِ سیاست سے دیکھیے

مانا غریب ہوں مگر عزت مری بھی ہے
مجبوریاں کو میری نہ قیمت سے دیکھیے

افسوس اس جہان میں جھوٹی انا کے لوگ
سب دور بھاگتے ہیں صداقت سے دیکھیے

صورت پہ جایئے نا کسی انس کی کبھی
حیدرؔ کی بات مانئے سیرت سے دیکھیے



لائبہ خان افکارؔ

انمول زندگی ہے صداقت سے دیکھیۓ
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھیۓ

کیوں دیکھتے ہو لوگو حقارت سے زندگی
دو چار دن کی ہے تو حقیقت سے دیکھیۓ

دنیا میں برقرار اگر چاہتے ہو امن
اس معاشرے کو سارے اخوت سے دیکھیۓ

رہنا خدا کی عشق میں اگر تجھ کو سیکھنا
جیون کو عاشقوں کی نزاکت سے دیکھیۓ

رکھا ہے اس میں کیا یہ شرارت سے دیکھنا
کیا خوب زندگی ہے شرافت سے دیکھیۓ

راغب کرو یہ لوگ بھی اسلام کے طرف
مینارِ زندگی کو امامت سے دیکھیۓ

افکارؔ زندگی کا خلاصہ ہی اس میں ہے
اسلام کو ہی اپنی ثقافت سے دیکھیۓ

مضطرؔ صدیقی

ہر کس کو آپ چشمِ محبت سے دیکھئے
نفرت بھی عبادت ہے صداقت سے دیکھئے

ہر کس کا ہے مقام یہ مدِّ نظر رہے
انصاف سے اسی ہی عقیدت سے دیکھئے

نفرت بھی ضروری ہے محبت کے سوا یار
کچھ اپنی اور کچھ تو شریعت سے دیکھئے

نفرت خدا رسول کریں آپ محبت
یہ بات غلط آپ حقیقت سے دیکھئے

مجرم بنیں گے ہر کو محبت سے دیکھ کر
نہ سب کو محبت و عداوت سے دیکھئے

شاعر کا مصرع رکھتا فصاحت نہ بلاغت
اس کو ذرا قرآن کی آیت سے دیکھئے

ہوگا نہ بڑا اس سا منافق جہان میں
جب دیکھئے تو سب کو محبت سے دیکھئے

جس سے خدا رسول ہوں ناراض دوستو!
اس کو سدا ہی آپ تو نفرت سے دیکھئے

مضطرؔ کے ہوں اشعار غلط تو بتایئے
ہر شعر میرا آپ شرافت سے دیکھئے



نادیہ سحرؔ

سیلفی بنا رہی ہوں محبت سے دیکھیے
تھوڑا سا مسکرا کے شرارت سے دیکھیے

زیرِ نقاب آپ سے چھپنا نہیں مگر
ہے دیکھنا تو دل کی اجازت سے دیکھیے

دیکھا کوئی چڑا ، کسی چڑیا کی تاک میں
جو کہہ رہا تھا خواب کی جنت سے دیکھیے

ایسا نہیں کہ میں بھی حقیقت نہ بن سکوں
فی الحال مجھ کو خواب میں حسرت سے دیکھیے

اس بے خودی میں عشق کی مستی کا رنگ ہے
رقصِ قلندری کو عقیدت سے دیکھیے

ممکن نہیں خیال سے جی بھر سکے کبھی
تصویر بھیج دی ہے ، سہولت سے دیکھیے

مہتاب کی طرح ہے نہ خورشید کی طرح
نورِ سحرؔ چراغ کی رنگت سے دیکھیے



نگار سلطانہ

جب دیکھئے کسی کو تو چاہت سے دیکھئے
نفرت میں کیا دھرا ہے محبت سے دیکھئے

اب کیوں کسی کو آپ حقارت سے دیکھئے
مقصود دیکھنا ہے تو الفت سے دیکھئے

اپنے لئے تو آپ بھی فصلیں اگائیے
کیوں دوسروں کی فصل کو حسرت سے دیکھئے

محنت ہی کا ثمر ہے جو اب اس جگہ پہ ہوں
میری طرف جناب نہ حیرت سے دیکھئے

رنگینیٔ جہاں سے ذرا ہٹ کے آئیے
میری طرف جو دیکھیے فرصت سے دیکھئے

ہو جائے گا یقین کبھی دیکھنا جو ہو
اس سمت اپنی پوری بصارت سے دیکھئے

مت جانیئے وہ کیسا ابھی ہے نگار جی
ہرگز نہ یوں غریب کو نفرت سے دیکھئے



نوید ظفر کیانی

پتھر کو جذبِ دل کی حرارت سے دیکھیے
پگھلے گا یہ بھی موم کی عجلت سے، دیکھیے!

میرا چراغ کم نہیں کچھ ماہتاب سے
اِس کی طلب کو شدتِ ظلمت سے دیکھیے

دعویٰ قتل آپ پہ ہے مجھ غریب کا
کس نے کہا تھا ایسے محبت سے دیکھیے

دھندلایئے نہ راستے اشکوں کی کہر میں
ہجرت کی وحشتوں کو جسارت سے دیکھیے

ہوتے نہیں ہیں خواب کوئی مستقل پتہ
اُس کم نما کو اُس کی رفاقت سے دیکھیے

یہ زندگی تو اور ہی مٹی کا ہے خمیر
اِس کو نہ سانس لینے کی عادت سے دیکھیے

دنیائے ہفت رنگ میں بے رنگ یوں نہ ہوں
ہر شے کو ایک دیدۂ حیرت سے دیکھیے

دینا پڑا ہمیں تو ہمیشہ خراجِ دید
چاہے کسی کو اُس کی اجازت سے دیکھیے

ملتی تو ہے زمین کہیں آسمان سے
کچھ فاصلوں کو آن کے قربت سے دیکھیے

آئے ہیں لامکانی پرندوں کے شہر میں
سو چہچہوں کو چپ کی بجھارت سے دیکھیے

یہ لذتِ وفا تو کسی طور نہ چھٹے
بس اِک جنوں ہے، سب کو محبت سے دیکھیے

یا موند لیجیے اِن نگاہوں کو ہر طرح
یا آئینوں کی پوری بصارت سے دیکھیے

گڑ جاتا ہے نگاہوں میں دیدہ وری کا کرب
اہلِ نظر کو دوہری اذیت سے دیکھیے

یوں برق کی لپک میں مناظر دِکھیں گے کیا
جس کو بھی دیکھنا ہے فراغت سے دیکھیے

کچھ اور اپنی چھاؤں کی وسعت بڑھایئے
اوروں کے برگ و گل کو نہ حسرت سے دیکھیے

اب تو بدل کے رہ گیا مفہوم عشق کا
اِک دوسرے کو اپنی ضرورت سے دیکھیے

یادوں کا غرفہ کھول کے آئے گا سامنے
اُس چاند کو کسی بھی قباحت سے دیکھیے

بے مایہ اِس قدر بھی نہیں ہیں نویدؔ آپ
خود کو کسی کے پیار کی قیمت سے دیکھیے



ہاشم علی خان ہمدمؔ

خواب و خیال چھوڑ کے حیرت سے دیکھیے
جو کچھ دکھا رہا ہوں محبت سے دیکھیے

جو خواب دیکھتا تھا ، دکھانے لگا ہوں میں
مجھ کو مرے خیال کی نسبت سے دیکھیے

کیا کچھ دکھا رہا ہے فریب نظر ہمیں
خوابوں کا شہر دور کہیں چھت سے دیکھیے

نظارگی میں آنکھ جھپکنا بھی جرم ہے
اِک پھول سا بدن ہے نزاکت سے دیکھیے

بھرتا نہیں ہے دل مرا کم التفات سے
اے کم وصال ! اور بھی رغبت سے دیکھیے

آسیب بڑھ رہا ہے مرے شہر کی طرف
جنگل کو چھوڑیے مری وحشت سے دیکھیے

ممکن ہے شش جہات سے باہر دکھائی دوں
مجھ کو حضور چشمِ بصیرت سے دیکھیے

میں زندگی کا راز سمجھنے کی دھن میں ہوں
کچھ دیر مجھ کو میری ضرورت سے دیکھیے

پہلے کشید کیجیے دل سے نمک حضور!
پھر اس کے بعد زخم کو شدت سے دیکھیے

اے کم نگاہ ! شوخ یہ ذوق نظر نہیں
میں چاہتا ہوں ، آپ بھی چاہت سے دیکھیے

آتا ہے کون کون ؟ اسے چھوڑتا ہے کون
ماحول میرے شہر کا ہجرت سے دیکھیے

یہ جان لیجیے کہ کسی کی نظر میں ہوں
میں خواب ہوں کسی کا نہ حیرت سے دیکھیے

کچھ وقت کے لیے ہوں میسر ہوں ، سو اہل دل
مجھ کو مرے وجود کی صورت سے دیکھیے

راہ بر کے روپ میں بھی ہیں راہ زن چھپے ہوئے
اس قافلے کو اس کی قیادت سے دیکھیے

مانا کہ اپنے قد کے برابر نہیں مگر
لیجے ہماری آنکھ اور قامت سے دیکھیے

ہر چیز کم نظر ہے بونوں کے شہر میں
ہر چیز اپنی اپنی حقیقت سے دیکھیے

خوش بو ہے خار و خس کو معطر کیے ہوئے
پھولوں کا حسن باغ کی رنگت سے دیکھیے

واحد کا رنگ آگیا شاہد کے رنگ میں
خلوت نشیں کا حسن بھی جلوت سے دیکھیے

کیا فرق رہ گیا ہے محبت کے باب میں
معبود اور حبیب کی قربت سے دیکھیے

باطن مرا کھلے گا کسی اور ہی جہاں
ظاہر مرا زمین کی خلعت سے دیکھیے

جو پل گزر گیا ہے ، کسی کا نہیں رہا
یہ گردش مدام ہے حرکت سے دیکھیے

اہل نظر سے آپ کو نسبت نہیں رہی
ایسا کریں کہ آپ بس ، دولت سے دیکھیے

بے مول بک رہے ہیں تراشے ہوئے گہر
ہر چیز کا مقام نہ قیمت سے دیکھیے

کیوں آپ اپنے آپ کو ڈالے ہیں آگ میں
دوزخ میں جل بجھیں گے نہ جنت سے دیکھیے

تہذیب کا کھنڈر ہے زمانے کی داستاں
تاریخ کا سفر ہے یہ عبرت سے دیکھیے

کیا کچھ دکھا رہا ہوں میں جدت کے نام پر
اٹھیے جناب! اپنی روایت سے دیکھیے

ہمدمؔ سخن کا رزق کمانا سہل نہیں
حرف و ہنر کی رمز ریاضت سے دیکھیے

ہر ماہ نئے رنگ

پہلا ہفتہ: طرحی مشاعرہ رنگ

دوسرا ہفتہ: منفرد ردیف رنگ

تیسرا ہفتہ: منفرد قوافی رنگ

چوتھا ہفتہ: اصنافِ سخن رنگ

ان شاء اللہ